تبصرے

مکاتیب گیلانی۔ مرتبہ مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی۔ تقطیع خورد ضخامت چارسو صفحات۔ کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت مجلد درج نہیں۔ پتہ: خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار)

مولانا سید مناظر احسن گیلانی۔ مشہور عالم۔ اسلامیات کے محقق اور بلند پایہ مصنف تھے۔ بہت سی چھوٹی بڑی تصنیفات اور بیسیوں مقالات و مضامین کے علاوہ مولانا کے خطوط بھی علمی۔ ادبی۔ یا دینی واخلاقی رموزوں نکات پر مشتمل ہوتے تھے اس لیے ضرورت تھی کہ ان خطوط کو بھی جمع کرکے شائع کیا جائے لیکن ان کا برِصغیر ہندوپاک کے دور دراز گوشوں سے فراہم کرلینا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ فاضل مرتب نے کوہ کنی کا حق ادا کردیا، آپ نے خطوط کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کرلیا ہے جو کئی جلدوں میں سما سکیں گے یہ سلسلہ کی پہلی جلد ہے۔ اورستاسی خطوط پر مشتمل ہے۔ چند اعزا واقربا کے نام خطوط کے علاوہ جو زیادہ تر نجی اور ذاتی احوال وتاثرات کے ترجمان ہیں۔ اکثروبیشتر خطوط میں غمِ جاناں اور غمِ روزگار کے سلسلہ میں ایک خاص انداز سے جو باتیں کہی ہیں بڑی موثر ہیں۔ مولانا کو اپنے ڈھب کی تفسیر قرآن کا بڑا ذوق تھا۔ وہ ان خطوط میں بھی نمایاں ہے۔ جو لوگ ان سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس قدر علم و فضل کے باوجود وہ عام بات چیت اور مراسلت میں کسی شخص یا کسی امر کے متعلق اپنی رائے کے اظہار میں بعض اوقات اعتدال وتوازن کی حد سے متجاوز ہوجاتے

تھے۔ مولانا کی اس افتادِ طبع اور مزاجی خصوصیت کے نمونے اس مجموعہ میں بھی موجود ہیں۔ لیکن جو بات بھی کہتے تھے۔ کمالِ خلوص اور جذبے سے کہتے تھے اور اس میں بھی ایک تیکھا پن ہوتا تھا۔ اس لیے سامعین یا مخاطبین بُرا ماننے کے بجائے اس پر قہقہہ لگا دیتے تھے۔ ان خطوط سے مولانا کے ذاتی اخلاق و شمائل اور رجحانات و میلانات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مولانا سیّد منت اللہ صاحب رحمانی نے ان خطوط کو بڑے سلیقہ اور محنت سے مرتب کیا ہے۔ مولانا عبدالباری صاحب ندوی کے خطوط کو مستثنیٰ کر کے جن پر موصوف نے خود بہت اچھے اور معلومات افزا نوٹ لکھے ہیں۔ باقی سب خطوط میں جن اشخاص و افراد اور مقامات یا کتب و مجلات و رسائل کے نام آئے ہیں۔ ان سب پر مولانا رحمانی نے مختصر مگر جامع اور مفید نوٹ لکھے ہیں۔ جن کے باعث کتاب کی افادیت دو چند ہو گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے اپنے جدید اندازِ نگارش میں ایک طویل مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں قاعدہ کے مطابق خطوط کی خصوصیات اور ان کی اہمیت سے تو کوئی تعرض بالکل نہیں کیا گیا ہے البتہ دیرینہ اور طویل رفاقت و معیت کے باعث مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بعض طبعی خصائص پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا مرحوم کی نسبت بعض ایسے فقرے بھی مقدمہ نگار کے قلم سے ٹپک پڑے ہیں جو راقم الحروف کی طرح مولانا کے دوسرے ارادتمندوں کے لیے سخت ناگواری کا باعث ہوں گے۔ علم اور محبت بھی تو دو چیزیں انسانیت کے جوہر ذاتی ہیں۔ جب یہ نہیں ہیں تو پھر رہ کیا گیا۔ مقدمہ نگار نے مولانا کو ان دونوں صفات سے عاری یعنی صفر۔ قرار دیا ہے (ص ۵۴-۵۵) حالانکہ یہ دونوں بیانات صرف مبالغہ آمیز نہیں۔ بلکہ خلاف واقعہ اور اصلیت سے دور ہیں اور اس کے لیے شاید عدل موجود ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ مقدمہ نگار نے محبت ایسی شے لطیف سے